128

سلسلہ منبر اللجنة العلمية

التبیان
Islamic Center

خطبہ جمعۃ المبارک

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

عنوان

صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہ کے مابین محبت و اُلفت

27 اگست 2021ء 18 محرم 1443 ھ

زیر اہتمام
التبیان اسلامک سنٹر لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مابین محبت واُلفت

خطبہ کے اہم نکات:

- صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا باہم محبت کرنا
- صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا باہم مل جل کر رہنا
- صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کی مثالیں
- اہل بیت کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا
- صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مابین رشتہ داریاں

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (آل عمران:61)﴾

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے ہمیں باقی امتوں کے مقابلے میں امت وسط فرمایا ہے۔ ہمارا دین اعتدال کا دین ہے، جس میں من مانی سے نہ کسی چیز کو اس کے اصل سے بڑھایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی شئے کو اس کے اصل سے کم کیا جاسکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ سادات صحابہ کرام اور اہل بیت سے متعلقہ لوگوں میں دو انتہائیں ہیں:

① ایک نواصب ہیں کہ جن کے دلوں میں اہل بیت رسول ﷺ کے خلاف عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے

② دوسرے نمبر پر روافض ہیں کہ ان کے دلوں میں اہل بیت سے محبت تو موجود ہے مگر اصحاب رسول ﷺ کے تعلق سے انتہائی عداوت ونفرت کا پہلو پایا جاتا ہے جس کا اظہار وہ طرح طرح کے سب وشتم سے کرتے ہیں۔

الحمد للہ اہل السنۃ والجماعہ کے منہج میں اہل بیت رسول ﷺ سے بھی محبت کا عقیدہ موجود ہے اور تمام

اصحاب رسول ﷺ سے محبت کا بھی واضح منہج موجود ہے اور یہ محبت ہر قسم کے غلو سے پاک ہے بالکل ویسی ہی محبت جیسی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے چاہی۔

ہمارے ان دو گروہوں میں اس تنازعہ کی اصل وجہ ہے کہ ہمارے اکثر مؤرخین نے تاریخ لکھتے وقت اسانید پر توجہ نہیں دی اور جن مؤرخین نے اسانید کا اہتمام کیا ہے، اُنھوں نے تاریخی متون کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی اور حاسدین اسلام کی پھیلائی ہوئی جھوٹی داستانوں کو اپنی کتابوں میں داخل کر کے اپنی کتابوں کا حجم بڑھا لیا۔ نتیجتاً سطحی سوچ رکھنے والے عوام اُنہیں پڑھ پڑھا اور سن سنا کر اپنے محسنین کے بارے میں بدگمان ہو گئے اور ان پر طعن ولعن کرنے لگے۔ اور نتیجہ آج پوری دنیا کے سامنے ہے کہ لوگ یا تو اہل بیت سے محبت کرتے ہیں یا ان سے نفرت کر کے صرف دیگر اصحاب رسول کو اپنے گلے سے لگاتے ہیں۔

تو اس مناسبت سے آج کے خطبہ جمعہ میں اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اخوت ومحبت کا تذکرہ کیا جائے گا، تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے یہ تمام آپس میں متحد ومتفق تھے اور آپس میں محبت کرنے والے تھے۔ سو اس حوالے سے چند ایک اصولی باتیں پیش خدمت ہیں:

① صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا باہم محبت کرنا

سامعین محترم! دُنیا جانتی ہے کہ ساداتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دُنیا کے منفرد انسان تھے ان جیسا فضل اور کمال ان کے بعد والوں کو کبھی نصیب نہیں ہوسکتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زیر سایہ ان کی تربیت کی اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دی۔ نبوی تربیت کا نتیجہ ہی تھا کہ صحابہ کرام بے شمار خوبیوں کے مالک بن گئے، آپ رضی اللہ عنہم دین اور اہل دین سے محبت کرنے والے بن گئے، ایک دوسرے کے جانی دشمن باہم بھائی بن گئے، ایک دوسرے لیے مر مٹنے کا جذبہ پیدا کرنے والے بن گئے۔ صحابہ کرام کا یہی وصف باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے:

رحماء بینهم !

بھائیو! غور فرمایئے کہ رحمٰن اور رحیم، اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اور اس نے قرآنِ کریم میں بیشتر مقامات پر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ ہر سورۃ کی ابتدا میں ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور سورۂ فاتحہ میں ہے

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اور سورۂ بقرہ میں ہے
وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ
سورہ حم سجدہ میں ہے:
تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

المختصر! اس صفت کے متعلق بیان شدہ قرآنی آیات اور احادیث بہت زیادہ ہیں۔ ہمیں اس حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصف بھی اسی مادے سے مشتق رحماء بینھم بیان کیا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29)

محمد (ﷺ)، اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں رکوع اور سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔

محترم بھائیو! اس قرآن مجید کی صریح آیت کے مقابلے میں ان بے بنیاد روایات، قصوں اور کہانیوں کی کیا حیثیت ہے جنہیں کذاب راویوں نے روایت کیا ہے اور وہ ہمارے سامنے ان کی تصویر یوں پیش کرتی ہیں کہ وہ آپس میں نفور اور نامانوس تھے اور ان کے درمیان شدید عداوت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ آپس میں رحم دل تھے اور صفتِ رحمت ان کے دلوں میں جاگزیں تھی، اگر زندگی کے کسی موڑ پر وہ مسلم نما یہودیوں کی سازشوں کے جال میں پھنسے بھی تھے تو اللہ نے انہیں اس جال سے نکال لیا تھا اور وہ باہم شیر وشکر ہو گئے تھے۔

لہٰذا! ہمیں یہ زیبا نہیں کہ ہم ان کی عارضی اور وقتی شکر رنجی کو بنیاد بنا کر صریح نص قرآنی کو بھول جائیں اور ان کی بشری اور وقتی کمزوریوں کو اُچھالنا شروع کر دیں اور ان کی عمر بھر کی محبت و یگانگت اتحاد و اتفاق سے آنکھیں موند لیں بلکہ ہمیں چاہیئے کہ ہم حکم الٰہی کے موافق ان کے لئے دعا کریں اور ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جن کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

(الحشر:10)

وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان قبول کرنے میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق کینہ وکدورت پیدا نہ کر جو ایمان لے آئے۔ اے ہمارے ربّ! تو بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک دوسرے مقام پر باری تعالیٰ نے ان کی باہمی محبت ومودت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (الفتح:29)

’’محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بڑے سخت اور آپس میں بڑے نرم دل ہیں، تو انہیں رکوع کرتے اور سجدے کرتے ہوئے پائے گا، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر (شرافت و وقار) کی نشانیاں ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں بیان ہوئے ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ اس کھیتی کی طرح جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی پھر وہ اپنی نال پر کھڑی ہوئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تا کہ اللہ ان (صحابہ کی قوت وشوکت) کے ساتھ کفار کا دل جلائے، اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔‘‘

اسی طرح آپ اس قرآنی آیات پر غور کریں، کیونکہ ان میں ان کے درمیان باہمی محبت کے ثمر آور درخت سے پھوٹنے والے ایثار کا ذکر بھی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الحشر:8,9)

مال فئ میں)ان نادارمہاجرین کا بھی حصہ ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیے گئے، وہ اللہ کا فضل اوراس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں اور اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی نصرت کرتے ہیں۔وہی لوگ سچے ہیں اور جن لوگوں نے ان سے پہلے دار ہجرت)اور ایمان کو ٹھکانہ بنالیا، وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئیں اور جب ان مہاجرین) کو کچھ دیا جائے تو وہ انصار) اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہیں کرتے ،اگرچہ خود انہیں بھی اس مال) کی ضرورت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کی ہوس سے بچ گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

۲ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا باہم مل جل کر رہنا

برادرانِ اسلام! انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے۔اسے بچپن میں والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے اور جب دس بارہ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے مکتب میں ہم جماعتوں کے ساتھ مل کر پڑھنا اور کام کرنا پڑتا ہے اور پھر جب وہ عالم شباب میں داخل ہوتا ہے تو اسے جوانوں کے ساتھ مل کر کمانا پڑتا ہے۔اسے سفر وحضر میں ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔اسے پڑوسیوں کے ساتھ رہنے اور مسافروں کے ساتھ مل کر سفر کرنے اوران کے ساتھ مل کر روزی کمانے کے لئے صنعت وحرفت اور تجارت ومضاربت کرنی پڑتی ہے اوران مواقع پر اسے لوگوں کی نفسیات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر ان مواقع پر اسے کوئی ضرورت پیش آئے اور کوئی انسان اس کی ضرورت پوری کردے یا اس کی تنگی دور کردے تو وہ انسان اسے ہمیشہ یاد رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انسان کو اچھے ہمسائے اور اچھے ہم نشین اور ہم جماعت زندگی بھر یاد رہتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو حج یا عمرہ کے محدود سفر کے ساتھیوں کو عمر بھر نہیں بھولتے۔

لیکن ان ہستیوں کے متعلق کیا خیال ہے جو دعوتِ ایمان کے پُرآشوب ابتدائی دور میں دارِارقم میں رسول کریم ﷺ سے اسلام اور ایمان کا درس لیتی تھیں اور باہم متحد ہوکر کفارِ قریش سے نبرد آزما تھیں، پھر انہوں نے ایمان کی خاطر گھر بار، خویش واقارب، مال ودولت کو چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی، اس سفر میں انہیں سنگلاخ پہاڑ اور لق ودق صحراء اور مہیب سمندر عبور کرنے پڑے، بعد ازاں انہیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی اور اپنے محبوب اہل وعیال اور پیارے وطن کو چھوڑنا پڑا۔

پھر وہ پاکیزہ فطرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی کمان میں متفق اور متحد ہوکر جنگ بدر واُحد لڑی ہو اور وہ غزوہ خندق میں اکٹھے محصور رہے ہوں، اور وہ شدید گرمیوں میں بے آب وگیاہ میدانوں

اور سنگلاخ پہاڑوں اور وسیع وعریض ریگستانوں کو پیدل اور سوار طے کر کے میدان تبوک میں پہنچے ہوں اور ان مواقع پر انہوں نے اکٹھے ہو کر ظلم وستم کا مقابلہ کیا ہو۔ بھلا وہ آپس میں رحمدل اور متفق ومتحدہ نہ تھے؟ یقیناً وہ متفق ومتحد اور بنیانِ مرصوص تھے، اللہ نے انہیں باہم متفق ومتحد کر کے رشتہ ایمان میں پرو دیا تھا اور وہ یک جان اور کئی قالب بن گئے تھے، انہی کے متعلق اللہ نے بیان کیا ہے:

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الانفال:63)

وہی اللہ جس نے اپنی نصرت اور مومنوں کے ذریعے تیری مدد فرمائی اور ان کے دلوں کو جوڑ دیا۔ اگر تو زمین میں جو کچھ ہے وہ سارے کا سارا خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا تھا، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا، بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔

③ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کی مثالیں

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اہل بیت:

۞ ایک موقع پر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے اہلِ بیت کا ذِکر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ کے قربت داروں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرنا مجھے اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے۔

صحیح البخاری:3712

۞ مزید سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیشِ نظر اہلِ بیت کا احترام کرو۔

صحیح البخاری:3712

۞ ایک دن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاتھوں سے اُٹھالیا اور انہیں پیار کرتے ہوئے یہ جملہ کہتے رہے:

وَا بِأَبِي شِبْهُ النَّبِيِّ ... لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيِّ

قَالَ : وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

''یہ تو نبی کریم ﷺ کے ہم شکل ہیں، اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نہیں۔فرماتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکراتے رہے۔''

(مسند احمد:40صحیح)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اہل بیت:

جب سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَوَاللهِ لَإِسِلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، وَمَا بِي إِلَّا أَنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَكَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ

اللہ کی قسم! جس روز آپ اسلام لائے تھے آپ کا اسلام قبول کرنا مجھے زیادہ محبوب تھا میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ ایمان لے آتے ،اس لیے کہ میں جانتا ہوں آپ کا اسلام لانا رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھا خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتے۔

المعجم الکبیر للطبرانی:7264،سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:3341

❁ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے تعلق:

سیدنا عمر کی فاروق رضی اللہ عنہ کی اہل بیت کے ساتھ محبت کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ جب عہد فاروقی میں قحط پڑتا،تو عمر فاروق دیگر کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ترک کر کے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور انہیں دعائے استسقا کے لیے کہتے اور فرماتے:

اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ : فَيُسْقَوْنَ

اے اللہ! پہلے ہم اپنے نبی کو تیرے لیے وسیلہ بناتے (دعا کرتے) تھے تو تُو ہمیں پلا دیتا تھا،اب ہم اپنے نبی کے چچا کو تیرے لیے وسیلہ بناتے (دعا کرتے) ہیں،ہمیں پانی پلا۔فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برسا دیتا۔

صحیح البخاری:3710

❁ مال غنیمت کی تقسیم اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری کا احساس کرتے ہوئے جب مال غنیمت اور

فے کے حصے مقرر کیےتو اہل بدر کے لیے پانچ ہزار درھم مقرر کیے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوبھی پانچ ہزار دیے گئے اوران کے ساتھ حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کوبھی پانچ پانچ ہزار دیئے۔حالانکہ وہ توغزوہ بدر کے موقع پر موجود ہی نہیں تھے۔اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے راوی فرماتے ہیں:

لمكانهما من رسول الله

ان دونوں کے اُس مرتبے کی وجہ سے جوانہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حاصل ہوا تھا۔

علاوہ ازیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے بارہ بارہ ہزار درھم اورسیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے لیےبھی بارہ ہزار درھم حصہ مقرر کیا۔

السنن الکبری للبیھقی:350/6

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پیار:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ

جب عمر رضی اللہ عنہ کو(شہادت کے بعد)ان کی چار پائی پر رکھا گیاتو تمام لوگوں نےنعش مبارک کوگھیر لیااوران کے لیے(اللہ سے)دعااورمغفرت طلب کرنے لگے،نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی،میں بھی وہیں موجود تھا۔اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑلیا،میں نے دیکھاتو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے،پھرانہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیےدعارحمت کی اور(ان کی نعش کومخاطب کرکے)کہا: آپ نے اپنے بعدکسی بھی شخص کونہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کےعمل جیساعمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جاملوں اوراللہ کی قسم!مجھےتو(پہلے سے)یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ میں،ابوبکراورعمر گئے۔میں،ابوبکراور عمر داخل ہوئے۔میں،ابوبکراورعمر باہر آئے۔

صحیح البخاری: 3685

یہ اوران سے ملتے جلتے بے شمار ایسے واقعات موجود ہیں کہ اہل بیت دیگر صحابہ کرام سے اور دیگر صحابہ کرام اہل بیت سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

④ اہل بیت کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا

یہ عام فہم اور معقول بات ہے کہ آدمی اپنی اولاد اور بچوں کے نام ہمیشہ باکردار، پسندیدہ، نیک سیرت اور صالح لوگوں کے نام پر رکھتا ہے اور جس نام کا انتخاب کیا جاتا ہے، وہ عقیدت، محبت ومودت اور احترام کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ایک عام انسان بھی کسی ناپسندیدہ شخصیت اور اپنے دشمنوں کا نام اپنے بچوں کو نہیں دیتا، یہی وجہ ہے کہ اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس نفوس نے بھی خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت اور مودت کا اظہار مختلف طرح سے کیا، ان میں سے ایک طریقہ یہ اختیار کیا کہ ان کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسی محبت ومودت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک بیٹے کا نام سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام پر "ابوبکر" رکھا، مشہور شیعہ عالم "شیخ مفید" نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اولاد، ان کے نام اور تعداد کے عنوان سے لکھا ہے:

۱۲-محمد الأصغر المكنى بأبي بكر ، ۱۳-عبيد الله، الشهيدان مع أخيهما الحسين (ع) بألطف أمهما ليلى بنت مسعود الدارمية

یعنی "علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادوں میں سے محمد اصغر جن کی کنیت ابوبکر تھی اور عبید اللہ جو کہ لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ کے بطن سے تھے، دونوں اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں شہید کیے گئے۔"

الارشاد، ص:۱۸٦

مشہور شیعہ مؤرخ "یعقوبی" نے لکھا ہے:

وكان له من الولد الذكور أربعة عشر ، ذكر الحسن والحسين ـــ وعبيد الله وأبو بكر لا عقب لهما أمهما ليلى بنت مسعود الحنظلية من بني تيم

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ۱۴ نرینہ اولاد تھی، ان میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کیا اور ان میں سے عبید اللہ اور ابوبکر کا نام بھی ذکر کیا، جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور ان کی والدہ بنو تیم کی لیلیٰ بنت مسعود حنظلیہ

تھیں۔''

تاریخ الیعقوبی، ج: ۲، ص: ۲۱۳

شیعہ عالم ابو الفرج اصفہانی نے ''مقاتل الطالبیین'' میں حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھ کربلا میں شہید ہونے والے اہلِ خانہ کے عنوان سے لکھا ہے:

وكان منهم: أبو بكر بن علي بن أبي طالب وأمه ليلىٰ بنت مسعود

یہی بات ''کشف الغمۃ'' میں ہے اور مجلسی نے ''جلاء العیون'' (۴) میں اسی طرح لکھا ہے۔

مقاتل الطالبيين، ص: ۱۴۲، ط: دار المعرفة، بيروت

بھائیو! کیا یہ اس بات پر دلیل نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عقیدت تھی اور اُن کے درمیان محبت ومودت اور بھائی چارے کا رشتہ تھا، تبھی انہوں نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا؟!

یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے یہ صاحب زادے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ اول مقرر کیے جانے کے بعد پیدا ہوئے تھے، بلکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس دنیا سے جانے کے بعد اُن کی ولادت ہوئی تھی، کیا آج علی رضی اللہ عنہ کے نام لیوا اور اُن کی محبت کا دم بھرنے والے شیعہ حضرات میں کوئی ایک بھی ایسا شخص ہے جو علی رضی اللہ عنہ کی اتباع میں اپنے کسی بیٹے کا نام ''ابوبکر'' رکھ سکے؟! کیا وہ علی رضی اللہ عنہ سے موالات رکھتے ہیں یا عملی طور پر اُن کی مخالفت کرتے ہیں؟!

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا طرزِ عمل:

خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت ومودت کا یہ سلسلہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک محدود نہیں تھا، بلکہ اُن کے بعد ان کی آل واولاد نے اپنے والد بزرگوار کی پیروی کی اور انہی کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اپنے بچوں کا نام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے صاحب زادے، نواسۂ رسول سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جن کو شیعہ امامِ ثانی اور امامِ معصوم کا درجہ دیتے ہیں، انہوں نے اپنے ایک بیٹے کا نام ''ابوبکر'' رکھا، تاریخِ یعقوبی اور منتہی الآمال میں ہے:

وكان للحسن من الولد ثمانية ذكور وهم الحسن بن الحسن وأمه خولة وأبوبكر وعبد الرحمٰن لأمهات أولاد شتى وطلحة وعبيد الله

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی آٹھ نرینہ اولاد تھی، جن میں سے حسن بن حسن کی والدہ کا نام خولہ تھا، عبدالرحمٰن اور ابوبکر اُمِ ولد سے تھے، طلحہ اور عبیداللہ بھی آپ کے صاحبزادے تھے۔''

تاریخ الیعقوبی، ج:۲، ص:۲۲۸

اسی طرح سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ایک صاحب زادے کا نام ''ابوبکر'' رکھا تھا، معروف شیعہ مؤرخ نے ''التنبیہ والاشراف'' میں شہداء کربلا کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

ومن قتلوا في كربلاء من ولد الحسين ثلاثة، علي الأكبر وعبد الله الصبي وأبوبكر بنوا الحسين بن علي

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے آپ کے تین صاحب زادے علی الاکبر، عبداللہ اور ابوبکر کربلا میں شہید ہوئے۔''

التنبیہ والاشراف، ص:۲۶۳

امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی بیٹی کا نام:

یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نے اپنی ایک بیٹی کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام پر عائشہ رکھا تھا، مشہور شیعہ عالم شیخ مفید نے موسیٰ بن جعفرؒ کے احوال واولاد کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ:

''ابوالحسن موسیٰ کے سینتیس (۳۷) بیٹے اور بیٹیاں تھیں، بیٹیوں میں فاطمہ، عائشہ اور اُمِ سلمہ تھیں۔''

الارشاد، ص:۳۰۳-۳۰۲، الفصول المھمۃ، ص:۲۴۲

بھائیو! آلِ بیت کے ان مقدس نفوس کا اپنی اولاد کا نام ''ابوبکر'' اور ''عائشہ'' رکھنا اِن ناموں سے عقیدت ومحبت اور احترام ومودت کی دلیل ہے اور یہی حقیقت ہے۔

⑤ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مابین رشتہ داریاں

ہم آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت کریں اور اصحابِ رسول سے بھی۔ قرونِ اولیٰ میں محبت کے یہ تمام مظاہر موجود تھے، جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اہل بیت اور اصحابِ رسول کے مابین کئی نسلوں تک رشتہ داریاں قائم ہوتی رہیں، باہمی محبت واعتماد اور دین داری کے اثبات کے لیے اس سے بڑا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

ان رشتوں اور قرابتوں کے اثبات کے بعد صحابہ کرام کی شان میں گستاخی یا تبرأ کا کوئی جواز باقی بچتا ہے؟ اسی حوالے سے اہل السنہ اور اہل تشیع کی کتب سے انہی قرابتوں اور رشتہ داریوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان لوگوں کو اپنی روش پر نظر ثانی کی دعوت دی جاتی ہے، جن کے دل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغض سے لبریز ہوچکے ہیں۔ وباللہ التوفیق

بہت سے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار کے مابین قائم قرابتوں اور رشتہ داریوں سے ناواقف ہیں، ہم ان بعض قرابتوں کا ذکر کرتے ہیں، شاید کہ وہ لوگ جن کے دل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغض سے لبریز ہیں اور اہل بیت سے محبت کے دعویدار ہیں اپنی روش پر نظر ثانی پر مجبور ہو سکیں، کیونکہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی یہ رشتہ داریاں جن کا تعلق مصاہرت (شادی بیاہ کا تعلق) سے ہے، ان کی صحابہ کرام سے محبت کی واضح دلیل قرار پائیں گی، اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم جس سے بھی محبت کا دعویٰ کریں، اس کی صداقت اور کاملیت تب ہی ثابت ہوگی جب ان سے بھی محبت کریں جن سے اسے محبت ہو۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مابین رشتہ داریاں:

سب سے زیادہ وثیق، قوی اور مبارک رشتہ یہ قائم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سید الاولین والآخرین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا، اور انہیں بنصِ قرآنی ام المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں یہ واحد باکرہ خاتون تھیں ان سے نکاح سے قبل متعدد بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ جبریل امین سیدہ عائشہ صدیقہ کو ایک ریشمی غلاف میں لپیٹ کر لائے اور ان کا چہرہ دکھا کر فرمایا:

هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ

''یہ دنیا میں اور آخرت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔''

سنن الترمذي: 3880، قال الالباني: صحيح

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بھابھی) کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اور ان سے ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر پیدا ہوا۔

❁ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد انہی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، اسماء کے ساتھ ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر بھی تھا، جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ربیب ہونے کا شرف حاصل ہوا، گویا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ ان کی بھی پرورش ہوئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

هو ابني من ظهر أبي بكر

''یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پشت سے ہے لیکن میرا بیٹا ہے۔''

(شرح نهج البلاغة)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ان سے محبت اور حسنِ اعتماد کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انہوں نے انہیں مصر کی گورنری

تفویض فرمائی تھی۔

۞ تاریخ کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب فارس فتح ہوا تو فارس کے حکمران یزدجر بن شہریان کی دو بیٹیوں کو گرفتار کر کے دار الخلافہ مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا، یہ دونوں خواتین راستے میں اسلام قبول کر چکی تھیں، جس وقت یہ دونوں امیر المؤمنین کے پاس پہنچیں، اس وقت بہت سے صحابہ آپ کے اردگرد تشریف فرما تھے، امیر المؤمنین نے اس موقع پر اپنا مشہور قول ارشاد فرمایا:

بنات كرام من أصول كرام لا يستحقهن إلا الكرام

''یہ معزز بیٹیاں، معزز نسب سے تعلق رکھتی ہیں، انتہائی معزز لوگ ہی ان کے حقدار ہو سکتے ہیں۔''

یہ بات امیر المؤمنین نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمائی تھی، پھر ان دونوں خواتین کو ان کے حوالے کر دیا، (گویا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل کو انتہائی معزز شمار کرتے تھے) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک خاتون کو اپنے بیٹے حسین رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جبکہ دوسری اپنے ربیب یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد کے حوالے، پھر ان دونوں خواتین سے ان کا باقاعدہ نکاح کر دیا گیا (گویا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال کو انتہائی معزز قرار دیتے تھے جبھی تو ان میں سے ایک خاتون محمد بن ابی بکر کے حوالے کر دی تھی) جو خاتون سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئی، اس سے امام زین العابدین رحمہ اللہ پیدا ہوئے جبکہ محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ کے عقد میں آنے والی خاتون کے بطن سے قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے جنم لیا یوں یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہوئے۔

۞ آگے چل کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد کا، محمد بن ابی بکر کی پوتی ام فروہ سے نکاح ہوا جن سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ پیدا ہوئے، یہاں پہنچ کر ایک انتہائی ٹھوس اور ناقابل انکار تاریخی شہادت ہمارے سامنے واضح ہوتی ہے اور وہ یہ کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی والدہ ام فروہ کے والد کی طرف سے دادا محمد بن ابی بکر ہیں اور ماں کی طرف سے ان کے دادا عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں اور محمد اور عبدالرحمن دونوں سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے اس طرح ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا خونی رشتہ ثابت ہوا۔

اس خونی رشتہ سے بڑھ کر ایک اور رشتہ ثابت ہوتا ہے اور وہ تعلم علم جیسا عظیم اور مقدس رشتہ ہے چنانچہ

امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنے علم کا بہت سا حصہ جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے حاصل کیا تھا اور عروہ بن زبیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ملازم شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں یوں امام جعفر صادق کا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انتہائی قوی اور وثیق تعلق ثابت ہوا (رضی اللہ عنہم)

ہم ملخصاً اُن قرابتوں اور رشتوں کا ذکر کئے دیتے ہیں جو آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہوئے:

۞ محمد بن عبداللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

۞ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمن کی بیٹی حفصہ سے نکاح کیا۔

۞ اسحاق بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد رحمہ اللہ کی بیٹی ام حکیم سے نکاح کیا۔

۞ محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی ام فروہ سے نکاح کیا۔

۞ موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن الحسن المثنیٰ بن الحسن السبط بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عبدالرحمن کی پڑپوتی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ سے نکاح کیا۔

۞ اسحٰق بن عبداللہ بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے کلثوم بنت اسماعیل بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے نکاح کیا۔

آل بیت کے آل صدیق سے ان چھ رشتوں میں ایک بات انتہائی قابلِ غور ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام رشتوں میں خاوند، آل بیت سے ہوا اور بیوی آلِ صدیق سے اور عموماً شادی کا پیغام لڑکے کی طرف سے جاتا ہے چنانچہ شوہر اپنے نکاح کے لیے نیک بیوی کا انتخاب کرکے پیغام نکاح بھیجتا ہے تو گویا مذکورہ چھ قرابتوں میں آل بیت کی طرف سے آل ابی بکر میں سے رشتے طلب کئے گئے، یہ طلب اس بات کی دلیل ہے کہ آل بیت الاطہار، کس قدر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان سے محبت کرتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مابین رشتہ داریاں:

پہلا رشتہ:

رسول اللہ ﷺ نے خود سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح کیلئے طلب فرمایا، اور یہ اس وقت ہوا جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر جنگ بدر میں شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے، گویا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کتنی بابرکت خاتون ہیں کہ ان کا پہلا شوہر جب شہیدِ معرکہ بدر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نعم البدل کے طور پر انہیں اکرم الخلائق، سیدِ ولدِ آدم محمد رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کے شرف سے مشرف فرما دیا یہ وہ پہلا رشتہ ہے جو بیت نبوت اور آل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہوا۔

دوسرا رشتہ:

دوسرا رشتہ جو آل بیت الاطہار اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے مابین قائم ہوا وہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح تھا، یہ رشتہ خود امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے طلب فرمایا تھا، جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ سے موافقت فرمالی تو امیر عمر رضی اللہ عنہ انتہائی خوش ہوکر صحابہ کرام کے پاس آئے اور فرمایا ''تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے پوچھا: امیر المؤمنین! کس بات کی؟ فرمایا: علی اور فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کی، مزید فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہوئی ہے:

كُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، إِلَّامَا كَانَ مِنْ سَبَبِي وَنَسَبِي

''قیامت کے دن ہر نسب وقرابت ٹوٹ جائے گی، سوائے میرے نسب اور قرابت کے'' چنانچہ اس رشتہ کے ذریعے میرے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین رشتہ قائم ہو چکا ہے۔

(فضائل الصحابة:1069)

اس بابرکت نکاح سے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بیٹے زید بن عمر پیدا ہوئے اور جناب زید بن عمر انتہائی فخریہ انداز سے یہ فرمایا کرتے تھے:

أَنَا ابْنُ الخَلِيفَتَيْنِ

''میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں''۔ ان کا اشارہ دو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہما کی طرف ہے ایک سیدنا عمر اور دوسرے سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔

(سير أعلام النبلاء 502/3)

یہ زید بن عمر اور ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی ایک ہی حادثہ میں بوقت فجر رتبہ شہادت سے مشرف ہوئے۔ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا بعض اوقات فرمایا فرماتی تھیں:

ما لي ولصلاة الغداة؟

''فجر کی نماز کے ساتھ میرے کچھ رنج والم سے بھری یادیں وابستہ ہیں۔''

(تاریخ دمشق)

ان کا اشارہ دو واقعات کی طرف ہے:

① ان کے شوہر امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت

② ان کے والد امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

تیسرا رشتہ:

آل بیت الاطہار اور آل عمر بن خطاب کے مابین قائم ہونے والی تیسری مصاہرت اس طرح قائم ہوئی کہ سیدنا حسین بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح سیدہ جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے عمل میں آیا گویا سیدنا حسین بن علی کے پوتے کے پوتے کا نکاح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پوتے کی پوتی سے منعقد ہوا، یقیناً اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (النور)

''اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ رشتہ داریاں:

پہلا رشتہ:

پہلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا جو دونوں ہجرتوں میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں، ہجرت مدینہ کے کچھ عرصہ بعد بیمار ہوگئیں، جن کی تیمارداری کا شرف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا حتی کہ غزوۂ بدر کے دوران بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کی تیمارداری میں مشغول رہے۔

دوسرا رشتہ:

ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہن سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دی جوان کے ساتھ ساتھ رہیں اور ⑨ ہجری میں انتقال فرما گئیں اس طرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

معاملہ یہیں موقوف نہیں ہوتا بلکہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آل عثمان (بنو امیہ) کے مابین متعدد رشتہ داریاں قائم ہوئیں، جس کا سلسلہ پانچ نسلوں تک پھیلا ہوا ہے چنانچہ بنو امیہ یعنی آل عثمان کی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے

خاندان میں دو اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان میں تین شادیاں ہوئیں جو ان کی آپس کی محبت، حسن اعتماد اور ایمان، تقویٰ اور خلق حسن کے اعتراف کا انتہائی واضح اور بین ثبوت ہے، یہ رشتہ داریاں ملخصاً حسب ذیل ہیں:

۞ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان بن عثمان کا نکاح عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم سے ہوا۔

۞ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کا نکاح سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سکینہ سے ہوا۔

۞ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک اور پوتے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا نکاح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی فاطمہ سے ہوا۔

۞ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے مروان بن ابان کا نکاح سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی پوتی ام القاسم بنت حسن المثنیٰ سے ہوا۔

۞ حسن المثنیٰ کے پوتے ابراہیم بن عبداللہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمرو کی پوتی رقیہ بنت محمد سے نکاح کیا۔

۞ سیدنا زین العابدین بن حسین رحمہ اللہ کے پوتے اسحاق بن عبداللہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے عاصم کی پوتی عائشہ بنت عمر سے نکاح کیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنوامیہ سے تھا، بنوامیہ کے دیگر بہت سے افراد کی، خاندانِ نبوت سے رشتہ داریاں قائم ہوئی ہیں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔

تو میرے محترم! آج کی گفتگو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اصحاب رسول اور اہل بیت باہم متحد تھے، وہ آپس میں محبت کرتے تھے، ایک دوسرے کے لیے محبت کے جذبات رکھتے تھے، لہٰذا ہمیں بھی ان کے ساتھ محبت والا پہلو اختیار کرنا چاہیے۔

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418
03111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
03111701903
03026604440
03086222416